تھیلیروسس

(گلینڈوکا بخار)

تحریر وترتیب: پروفیسر ڈاکٹر محمد سرور خان

ڈاکٹر انیلہ ضمیر درانی

تعاون

ہائر ایجوکیشن کمیشن، اسلام آباد

پراجیکٹ: ایپی ڈمیلوجی آف تھیلیر وسس ان بووائن

یونیورسٹی آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز، لاہور

ٹیلیفون: 042-6147070

تھیلیر وسس (گلینڈوکا بخار) وہ موذی مرض ہے جو پاکستان میں نر اور مادہ گائے، بھینس، کٹڑوں، بچھڑوں کے علاوہ بھیڑ، بکریوں اور جنگلی جانوروں میں پایا جاتا ہے۔ یہ مرض چیچڑوں کے کاٹنے سے پھیلتا ہے۔

بڑے جانوروں (گائے، بھینس) میں اس مرض کی دو اقسام ہیں جو بیماری پیدا کرنے والے جراثیم تھیلیر یا کی مختلف نسلوں سے ہوتی ہیں۔

پہلی قسم ایسٹ کوسٹ فیور جو کہ "تھیلیر یا پاروا" کی وجہ سے ہوتا ہے۔ بیماری کی یہ انتہائی مہلک قسم افریقی ممالک میں زیادہ عام ہے۔

دوسری قسم ٹراپیکل یا میڈیٹرینین کوسٹ فیور جو کہ "تھیلیر یا اینولوٹا" کی وجہ ہوتا ہے بیماری کی یہ کم مہلک قسم ساری دنیا میں عام ہے۔ پاکستان میں یہ قسم عام ہے۔

بیماری کے پھیلاؤ میں چیچڑوں کا کردار

یہ بیماری خاص قسم کے چیچڑوں کے کاٹنے سے پھیلتی ہے۔ بیماری کے جراثیم بیمار جانور کے خون میں موجود ہوتے ہیں۔ جب چیچڑیاں جانور کا خون چوستی ہیں تو یہ جراثیم چیچڑوں کے تھوک پیدا کرنے والی غدودوں میں بیٹھ جاتے ہیں۔ جہاں اپنی نشونما کے مراحل طے کرنے کے بعد منہ میں واپس آجاتے ہیں۔ اس طرح یہ چیچڑیاں اب بیماری کو پھیلانے کے قابل ہوجاتی ہے۔ تندرست جانور کو کاٹنے پر یہ جراثیم چیچڑوں کے تھوک کے ساتھ خون میں شامل ہوتا ہے اور بیماری پیدا کرتا ہے۔

بیماری کی علامات:

اس بیماری کی علامات ظاہراً ایک سے تین ہفتے میں ظاہر ہوتی ہے۔ جانور کے جسم میں جب خون کے کیڑوں کی بیماری ہوجاتی ہے تو مندرجہ ذیل علامات نظر آنی شروع ہو جاتی ہیں۔

علامات مندرجہ ذیل ہیں:

جسم کے مختلف حصوں اور اگلی ٹانگوں کے درمیان غدوددوں کا بڑھ جانا

تیز بخار کا ہونا (104F سے 108F)

بھوک کا نہ لگنا

دودھ کی پیداوار میں کمی ہوجانا

ناک اور آنکھ سے پانی کا بہنا

سانس لینے میں دشواری

گوبر خون ملا اور پتلا ہونا (ڈائیریا)

جسم کا سوکھ جانا، کمزوری پیدا ہونا اور جانور کا جڑ جانا

جھلیوں کی رنگت پھیکی پڑ جاتی ہے

90فیصد جانوروں کی سات سے دس دن میں موت واقع ہوجاتی ہے۔

خون کے کیڑوں کے بخار کی پہلی قسم میں جانوروں کے دماغ پر بھی اثر ہوجاتا ہے اس قسم میں نظام انہضام پر کم اثرات مرتب ہوتے ہیں لیکن جانوروں کے مرجانے کا تناسب بڑھ جاتا ہے۔ اور جانور میں ٹانگوں کے فالج، گردن کے کھچاؤ اور مرگی کی علامات نظر آتی

ہیں۔ جانوروں کے بخار کی دوسری قسم میں جانور کی کھال کا موٹا ہوجانا، جسم پر جگہ جگہ زخم ہوجانا اور حاملہ جانور کا بچہ گرا دینا جیسی علامات نظر آتیں ہیں۔

پوسٹ مارٹم (معائنہ بعدازمرگ):

جانوروں کی موت اگر خون کے مخصوص (Theileria) کیڑوں کے باعث ہو تو مرنے کے بعد جانور کے پوسٹ مارٹم کے دوران مندرجہ ذیل علامات نظر آئیں گی۔

☆ پھیپھڑوں اور سانس کی نالیوں میں خون کے دھبے

☆ پھیپھڑوں میں سوجن اور پانی کا بھر جانا

☆ اندرونی غدوروں کا بڑھ جانا اور سراخی مائل ہوجانا

☆ تلی اور کلیجی کا بڑھ جانا

☆ گردوں میں سفید دھبے نظر آنا اور خون کی رکاوٹ

☆ جسم کی اندورنی چربی کا رنگ بھورا نظر آنا

☆ معدے اوانتڑیوں میں خون کے دھبے

علاج:

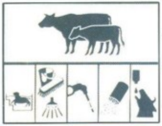

چند سال پہلے تک تھیلیریوسس یا گلینڈو کے بخار کا کوئی شافی علاج نہ تھا لیکن آج کل بیوپاروا کون نامی دوائی پاکستان میں دستیاب ہے جس کا ایک سی سی ٹیکہ 20 کلوگرام جسمانی وزن (بحساب 2.5 ملی گرام فی گرام) کیلئے کافی ہے جوکہ اس بیماری کے علاج میں موثر ہے۔ عام طور پر ایک ٹیکے اور بیماری کی شدید حالت میں دو ٹیکوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ ٹیکہ عضلات یعنی

گوشت میں(Intramuscular)لگایا جاتا ہے۔ٹیٹرا سائیکلین بذات خود تو اس مرض کے علاج میں موثر نہیں لیکن بیو پارواکون کے ساتھ اس کے استعمال سے موثر الذکر دوائی کا اثر بڑھ جاتا ہے اس کے علاوہ یہ دوائی بیماری کی پیچیدگیوں میں موثر ثابت ہوتی ہے۔بیماری کے علاج میں جڑی بوٹیوں کو بھی تجرباتی طور پر استعمال کیا جارہا ہے جس سے نہ صرف بیماری کافی حد تک ختم ہو جاتی ہے بلکہ علاج بھی مہنگا نہیں ہوتا۔مکمل تحقیق کے بعد اس علاج کو بھی کسانوں تک پہنچادیا جائے گا۔

تشخیص:

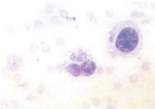

خون کے نمونوں کو لیبارٹری میں جانچا جاتا ہے۔ خون جانچنے کے عام طریقے بھی بعض اوقات اس بیماری کی شناخت نہیں کر سکتے۔ اس لئے یونیورسٹی آف ویٹرنری اینڈ اینیمل، سائنسز، لاہور میں ہائیر ایجوکیشن کمیشن کے تعاون سے ایک پراجیکٹ چلایا گیا ہے جس میں خون کے کیڑوں کی اس بیماری (تھیلیروسس) کو جانچنے کے لئے جدید ٹیسٹ استعمال کیے جاتے ہیں۔اس جدید ٹیسٹ کو پی سی آر(PCR)ٹیسٹ کہا جاتا ہے۔اس ٹیسٹ کے ذریعے خون کے کیڑوں (تھیلیریا) کی سُست حالت میں بھی جانچ کر لی جاتی ہے۔اس طرح اس بیماری کے پھیلاؤ میں بہت حد تک کمی آسکتی ہے۔خون کے نمونوں کی جانچ کے علاوہ بیمار جانور کے جسم میں اگلی ٹانگوں کے درمیان بڑھی ہوئی غدودوں سے مواد لے کر بھی ٹیسٹ کیا جاتا ہے۔اگر جانور بیماری سے مرجائے تو اس کی تلی اور کلیجی سے مواد ٹیسٹ کیا جاتا ہے۔

حفاظتی اقدامات:

بیماری کی انتہائی صورت میں بعض اوقات اچھی دیکھ بھال اور ادویات کا استعمال بھی اس بیماری سے ہونے والی شرح اموات کو نہیں روک سکتا اس لئے:

۱۔ چیچڑوں کو کنٹرول کرنے کے لئے بازار میں مختلف ادویات دستیاب ہیں جنہیں باقاعدگی سے استعمال کرنا چاہیے۔

۲۔ تندرست جانوروں میں خون کا انتقال نہیں کرنا چاہیے۔

۳۔ جانوروں کے باڑوں میں صفائی کا انتظام ہونا چاہیے۔اور دیواروں کو پلستر کروالیا جائے۔

۴۔ جانوروں میں خوراک کا مناسب بندوبست ہونا چاہے۔

۵۔ وقتاً فوقتاً جانوروں کا خون ٹیسٹ کراتے رہنا چاہیے تاکہ بیماری کو آغاز ہی میں شناخت کرلیا جائے۔ابھی ایسی کوئی تحقیق سامنے نہیں آئی جس سے یہ ظاہر ہو کہ یہ بیماری انسانوں میں بھی منتقل ہوسکتی ہے۔

۶۔ باڑے میں مرغیوں کی موجودگی بھی چیچڑوں کو تلف کرنے میں مدد گار ثابت ہوتی ہے۔

۷۔ بیماری سے بچنے کیلئے دوغلی نسل کے بچھڑے میں شرح اموات بڑھ سکتی ہے۔

۲۔ چیچڑوں کو کنٹرول کرنا آسان نہیں کیونکہ ان کی شرح بہت زیادہ ہے نیز ایک مادہ چیچڑ

بچھڑیوں میں پیدائش کے پہلے ہفتے میں بیو پارواکون کا ایک سی سی عضلاتی ٹیکہ لگایا جاتا ہے۔

۸۔ ایکو فلیس ایک سی سی فی لیٹر پانی میں ملا کر جسم کے حصوں پر لگائیں۔اس دوائی کو2-5 سی سی فی لیٹر پانی میں ملا کر باڑوں اور دیواروں پر چھڑکیں۔

بیماری کی روک تھام میں حائل رکاوٹیں:

ا۔ بیماری کے پھیلاؤ کو روکنے کیلئے جانوروں کی ایک جگہ سے دوسری جگہ خصوصاً ایک ضلع سے دوسرے ضلع ایک صوبہ سے دوسرے صوبہ میں آمدورفت روکنی چاہیے۔ایسا نہ کرنے کی صورت میں نا صرف بیمار جانور کی پیداوار متاثر ہوتی ہے بلکہ جانوروں میں شرح اموات بڑھ سکتی ہے۔

۲۔ چیچڑوں کو کنٹرول کرنا آسان نہیں کیونکہ ان کی شرح بہت زیادہ ہے نیز ایک مادہ چیچڑ ایک بار میں بارہ ہزار تک انڈے دینے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

۳۔ ہمارے یہاں زیادہ تر کسان بھائی اپنے باڑے کے فرش کے لیے اینٹوں کا استعمال کرتے ہیں نیز باڑے کی دیواروں میں سوراخ یا دراڑ کا خیال نہیں کیا جاتا۔ چیچڑ دراڑوں، سوراخوں اور فرش کی اینٹوں کے درمیان خالی جگہوں میں رہتے ہیں۔اس لئے یہ دن کو جانور کے جسم پر زیادہ نظر نہیں آتے عموماً رات کے وقت جانور کے جسم پر حملہ کرتے ہیں اور خون چوستے ہیں۔

۴۔ ہمارے ملک کی ساہیوال گائے اور نیلی راوی بھینس میں اس بیماری اور چیچڑوں کے خلاف قدرتی دفاعی نظام کچھ مضبوط ہے۔اس لئے ان پر اس بیماری کا اثر نسبتاً کم ہوتا ہے۔اس کے برعکس دوغلی نسلوں میں بیماری کا حملہ شدید ہوتا ہے۔

۵۔ بیماری پیدا کرنے والا جراثیم "تھیلیریا" دو حالتوں میں پایا جاتا ہے۔ایک حالت میں تو یہ جراثیم چست ہوتا ہے اور بیماری پیدا کر دیتا ہے۔دوسری حالت میں یہ جراثیم سست حالت میں ہوتا ہے اور بیماری کی علامات ظاہر نہیں ہوتیں۔کسی اور بیماری کی صورت میں یا موسمی تبدیلی کے باعث جب جانور کی قوت مدافع متاثر ہوتی ہے تو یہ جراثیم سست حالت سے تبدیل ہو کر چست حالت میں آجاتا ہے۔اور بیماری کی علامات ظاہر ہو جاتی ہیں۔سست حالت میں یہ جراثیم چیچڑوں کے ذریعے ایک جانور سے دوسرے جانور میں منتقل ہوجاتا ہے اور دوسرے جانوروں میں بیماری کا باعث بنتا ہے۔اور دوسرے جانوروں میں بیماری کا باعث بنتا ہے۔

ساہیوال گائے

آبائی وطن: اس نسل کا وطن دریائے ستلج اور راوی کے درمیان اور نزدیک کا علاقہ جسے بنیادی طور پر " گنجی بار" کہا جاتا ہے۔ یہ علاقہ صوبہ پنجاب کے اضلاع ساہیوال، اوکاڑہ، ملتان، فیصل آباد اور ٹوبہ ٹیک سنگھ پر مشتمل ہے لیکن دودھیل نسل ہونے کی وجہ سے اب یہ نسل پنجاب کے نہری علاقوں میں پھیل گئی ہے۔

نسلی خواص: اس کے مویشی مخروطی شکل، درمیانے بھاری متوازن جسامت اور ڈھیلی ڈھالی جلد کے حامل ہوتے ہیں۔ رنگ خاص کر سرخی مائل بھورا لیکن نر میں رنگ سر، پیٹھ اور ٹانگوں پر گہرا سرخ یا سیاہی مائل سرخ ہوتا ہے۔ گائے کا چھوٹا سر، لٹکتے کان، لمبی گردن، جھالر بھاری اور پھیلی ہوئی، چھوٹے اور موٹے سینگ لیکن عام طور پر بغیر سینگ یا ڈھیلے لٹکتے سینگ بھی پائے جاتے ہیں۔ نر بیل کے مضبوط موٹے سینگ بھاری کوہان بھاری پھیلی ہوئی جھالر، لٹکی ہوئی ناف، بڑا سر اور ہاتھی نما چھوٹی چھوٹی آنکھیں ہوتی ہیں۔ اس نسل کے جانوروں میں سیاہ تھوتھنی، لمبی پتلی، سیاہ گچھے دار دم اور سیاہ کھر امتیازی خصوصیات ہیں۔ متوازن اور بڑا حیوانہ، تھن درمیانے اور واضح دودھ کی وریدیں پائی جاتی ہیں۔ ڈھیلے لٹکتے یا بغیر سینگوں کے گائیں زیادہ دودھیل تصور کی جاتی ہیں۔ اوسط جسم کی پیمائش۔

	نر	مادہ
اونچائی (سینٹی میٹر)	137	122
لمبائی (سینٹی میٹر)	162	135
لپیٹ یا گولائی (سینٹی میٹر)	205	120

نیلی راوی بھینس

آبائی وطن:

نیلی راوی نسل کی بھینس صوبہ پنجاب کے وسط میں دریائے ستلج اور راوی کے ملحقہ اضلاع لاہور، قصور پاکپتن، شیخوپورہ، فیصل آباد، اوکاڑہ اور ٹوبہ ٹیک سنگھ کے علاوہ جنوبی پنجاب کے اضلاع ملتان، بہاولپور اور بہاول نگر کے کچھ حصوں میں پائی جاتی ہیں۔ البتہ دودھیل خصوصیات کی بنا پر اب یہ جانور پورے ملک میں ملتے ہیں۔

نسلی خواص:

بھاری مخروطی جسامت کی ان بھینسوں کا رنگ سیاہ البتہ بھورے رنگ کے جانور بھی ملتے ہیں۔ ابھری ہوئی پیشانی پر سفید نشان (پھول) سفید یا نقرئی ڈیلوں والی نشیلی آنکھیں، گول چھلے دار باہر سے اندر کی طرف مڑے ہوئے سینگ، لمبوترا سر، لمبی اور پتلی نازک باریک گردن، پیشانی اور ٹانگوں کے نیچے کا حصہ سفید (پنج کلیان)، چوڑی غیر خمیدہ کمر، کشادہ اور ہموار پٹھے، سفید گچھے دار لمبی دم، بڑا اور متوازن حیوانہ، درمیانے اور خوبصورت تھن، نیلی راوی کی امتیازی خصوصیات۔ اوسطاً جسم کی پیمائش۔

	نر	مادہ
اونچائی (سینٹی میٹر)	135	125
لمبائی (سینٹی میٹر)	165	145
لپیٹ یا گولائی (سینٹی میٹر)	222	172